





کرتے کی ضرورت ہوتی ہے (وہ اس سستی کو خوب جاننے میں کہ وہ بڑا علمبردار قادر ہے۔ اگر کوئی شخص اس پر اعتراض بھی کر دے تو میں ہرگز اسے قبول نہیں دیتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ میرے ایک بڑے مہربان نے مجھے سوال کیا کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ جس اللہ تکبیرت بہت الخیر فیما فی الناس الاثر۔ یعنی کہہ میں نے ایک عزم کا کرنا یا، وہ اس لوگ کو جانے اور قربانیاں کرتے دینے۔ یہ اس لئے کہ خدا ہے۔ اور قادر ہے۔ اور عزم ہے۔ کیا یہ دلیل کہ کے وجود سے ثابت ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ وہ تو نہیں تکبیرت ایسا ہی اور جھوٹ ہے گا۔ کیا کوئی عالم یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس میں۔ یہ خدا کہتا ہے کہ میں نے اس عزم کو عزم والا بنا دیا ہے۔ دنیا کی ہزار سلطنتیں ہلک جاویں دنیا دولت ہلک ہو جاوے۔ اور یہ سب کچھ ممکنات میں سے ہے۔ پر ایسے خیال دنیا بان میں ایک کو لہ ہے۔ اور اس کے لئے دعویٰ کیا جاتا ہے اور دنیا میں شور مچا دینا کہ وہ لوگ تو وہ لوگ تو کون کوئی شانہ سلیکا میرے بات کسی پوری ہوئے یہ اس لئے کہ ہمیں پتہ لگ جاوے کہ کوئی خدا کی ذات ہے اور وہ زمین و آسمان کی باطن جاننا ہے۔ اور یہ کہ وہ ہر ایک بات کا جاننے والا ہے۔ اور وہ قادر ہے۔ پس جب ایسے عظیم وقار سے محبت ہو تو یہ کیا بات ہے۔

حق کے واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واللہ یحب المتقین۔ اللہ تعالیٰ کو پیار کرتا ہے انہما یتقبل اللہ من المتقین۔ اللہ قبول کرتا ہے متقی کی بات کو۔

وہ اللہ تعالیٰ تعالیٰ اللہ تعالیٰ متقی کو وہ علم کا ہاں جو ہمیں نہیں آتا۔

مکہ من یق (اللہ یجعل لہ محراباً یرزقہ من حیث لا یحسب۔ متقی کو ترنگی اور رکھ سے نکلنے کا راستہ بتا دے اور اس کو اتنا رزق دے کہ وہ شمار بھی نہ کر سکے گا۔ ہم اس کو ترنگی سے تنگ حالت سے فراخی کی راہ بتا دیں گے۔ رزق کی یہی بات سوتی ہے۔ اس کے سوائے اور کسی قسم کے مشکلات ہوتے۔ اور حسب سے نکالیں گے۔ اور رزق دہی سے دیتا ہوں کہ اس کو خبر بھی ہو۔

ع ان تقوا اللہ یجعل لکم فرقا نا۔ ہم تمہارے مخالفوں کو ہراؤں گے اور تمہارے

میں نے اپنی عمر میں کبھی تکی نہیں دیکھی ہر ایک حقیقت کو خوب سمجھتا ہوں۔

پس متقی خدا کا محبوب بنتا۔ علم کی تکی سے نجات پاتا۔ کاسیاب ہوتا اور اس کے دشمن ہٹا ہوتے ہیں۔ رزق آتا۔ اس کی باتیں قبول ہوتیں۔

اب متقی کی حقیقت اور متقی کو تو تمہیں سمجھایا۔ اب ہم یہ بتاتے ہیں کہ تقویٰ کیا چیز ہے۔ یہی جڑ تقویٰ کی خدا پر ایمان لانا ہے۔ دوسری جزا دوسرا ایمان ہے۔ سفر شریعت کا ہونا۔ ایمان پر ایمان ایمان لانا۔ ان باتوں کی میں تمہیں کرنا چاہتا ہوں جو دل کے متعلق ہے۔

دنیا میں بدی بھی ہوتی ہے جتنا تجو رکھ۔ اور نیکی بھی ہوتی جتنا تجو رکھ۔ اور اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ بہت سی آہ و فغاں نالہ و زاری۔ کہہ والوں اور بڑوں کو بھلا کر دیتی ہیں۔ جو دیکھیں کہ وہ سے ہوتی ہیں۔ ایک وجود کی کو درج معاصر کی بیماری ہوئی اور شہید ہوئی تو ایک دن گہرا ریشہ بکھرا۔ ان کان منزلتی لہ احب منکم ما قل بلقیث نقد ضعیف دایمی اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہر توحید کی ترنگی میں کچھ ہیں کہ تو میں دیکھتا ہوں۔ ہر اب معلوم ہو گیا کہ تو اور ہے اور میں اور ہوں۔ پس ایک ہی چیز سے کہہ اور کہہ۔ ہر کچھ نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک چیز کے اعتراض اور سبب الگ الگ ہوتے ہیں۔ دیکھ کی جڑ وہی اور سبب کی جڑ وہی پر ہوتی ہے۔ وہ خواہ کسی علم پر موقوف ہو۔ پر خدا کا مانتا ہی بہت سی بدیوں سے روک دیتا ہے میں جب کسی کسی شخص میں جاتا ہوں تو اپنے مذاق کے لوگوں کے پاس جا کر ڈیرہ کرتا ہوں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ گویا۔ گانے والوں کے مکان پر۔ اور فقیر ٹیکس پر۔ برہمن ٹھکانے دار ہیں۔ اور عیسائی مشنریز میں۔ اس کی تلاش کر کے عالمیروں کا دیکھا پس انسان جس سے تعلق پیدا کرتا ہے اس کے پاس رہنا اور رہنا اس کو مطلوب ہوتا ہے۔ اس کی حسب استطاعت نگین ہوتا ہے۔ حکام اپنے ہم مذاق حکام کے مکان پر جاتے۔ پس ایسی طرح جب انسان کو خدا پر ایمان اور تعلق ہو اس کی رہو بہت پاک ہوتی۔ رضامیت۔ رعیت۔ اور ملکیت پر ایمان ہوتا ہے۔ اس سے کہ۔ کس طرح یہ رہو بہت کا محتاج ہے۔ اور

اوس کے محلہ کا مطالعہ کرتا ہے تو اس طرف خیال آجاتا ہے کہ میں ایک گندہ اور ناپاک انسان ہوں کس طرح اوس پاک اور قدوس خدا کے دربار میں منہ دکھاؤں گا۔

جب تک ایک مناسبت انسان میں نہیں ہوتی اور وقت تک دوسرے سے تعلق پیدا نہیں کر سکتا۔ جیسے ہمیں اپنے مذاق کا ہی آدمی پتہ لگتا ہے۔

پس تمام نیکیوں کی جڑ۔ اور حصول۔ اور غیوروں کے اسطے عظیم شان ذریعہ خدا کی شان ہی ہوتی ہے۔ پس ہم کو بدیوں کے ارتکاب سے روکتی ہر تمام بدیوں کی جڑ تو دل میں ہوتی اور اس کو جب تک خدا نہ روکے کہ نہیں سکتا پس اس کی سستی کا اقرار اور اس پر ایمان اور یہ یقین کہ اس کو بدیوں اور جاہلیوں سے پیار نہیں لگتا۔ ہے بچنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔

پھر انسان کسی کسی ایسا ہی بنا گیا ہے کہ تک کو پسند نہیں کرتا۔ اور ایک آدمی کے سامنے بھی نہیں کرتا۔ میری کسی فطرۃ ہے کہ مجھے کیا میری اگر کوئی غلطی ہو تو اوہ کی پرہیزگارہ۔ اور اس سے روکنے کے لئے میری تنگ نہ ہو۔ جو چوری کر کے۔ دیکھوں انکار کرتا۔ حرف اس لئے کہ میری تنگ نہ ہو۔ ہر پہلو ایک گہرا دھوکہ دینے ایک شخص والوں کے سامنے۔ ہر ایک تمام ملک کے لوگوں کے سامنے ہر ساری دنیا کے سامنے ہر تمام زمین و آسمان کے سامنے۔ ہر ساری تنگ ہو۔ اور مقابلہ ہو۔ یہ جیسے برداشت ہو سکتا ہے۔ پس کوئی شخص ایسا ایمان نہ کرے کہ ایسی تنگ کو پسند کرے گا۔

ایک قدم میرے ایک دوست نے مجھے سوال کیا کہ جب ہم دوسرے سے سزاوارک بہت میں چلے جاؤ گے تو کیا ہرج ہے کہ کچھ وقت کے لئے اوس مذہب کو برداشت کر لیں۔ اور بہشت میں چلے جاویں۔

میں نے اس کو جواب دیا کہ ہم اس وقت ایک بازار میں چلے جاتے ہیں اور یہاں ہمارا واقعہ بھی کوئی نہیں۔ میں تمہیں دو روپے دیتا ہوں مجھے سر پر دو جوت لگا لینے دو۔ تو وہ ڈر گیا کہ یہ کہیں ایسا کرنے بیٹھے اور کہا کہ دیکھنا کہیں ایسی حرکت کرنے بیٹھنا۔ پس مجھے کہا کہ دیکھو یہاں تم کو دور دیکھ رہی ہیں۔ اور کوئی ہمارا اشارہ نہیں نہیں ہے۔ تو تم صرف دو جوت کو پسند نہیں کرتے۔ پھر کیا وجہ کہ اوس دولت کو تم ساری دنیا کو سامنے پسند کر گئے۔ پس یہ شہادت تو تمہاری اپنی فطرۃ میں موجود ہے۔

ہر ایک بدکار قوم کے اندر ہی ایک ملزم کریم والا

موجود ہے۔ شہاد۔ ڈاکو۔ ٹھگ۔ چور۔ کبوتر۔ جیسے دیکھے اور ان لوگوں کو نصیحت کی ہے وہ کہتے کہ ہم ان باتوں کو بدی نہیں سمجھتے۔ جیسے ایک کبوتر کو جواب میں کہا کہ کیا تم اپنی پیر سے زنا کرنا دیتی ہو تو اس نے جواب دیا کہ نہیں پر اس لئے کہ دوسرے کی لڑکی کو خراب نہیں کرنا چاہئے پس جو شخص تمہارے گھر میں بدکاری کے داخل آیا ہے کیا وہ لڑکی اوس کے واسطے غریبی نہیں۔ اس طرح ٹھگ اور چور ٹھگ اور چور کو اپنے جیب میں بڑا سمجھتے ہیں۔ جیسے لوگوں اور چوروں سے بھی پوچھا ہے کہ تم خدا کی مٹکریا کا کام کرتے ہو اور مال صرف ایک آدمی کے سپرد کرتے ہو اگر وہ اوس میں سے کچھ نقصان کر لے تو پھر جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ ایسا کرے تو وہ کینہ اور بدذات چور ہے۔ اور ہماری شرکت کے قابل نہیں۔ جیسے کہا کیا دوسرے کا مال لینے والا کینہ اور بدذات ہوتا ہے تو پھر جواب ہو گیا۔

پس ہر ایک انسان کے اندر حق کی شناخت اور حق کا ادراک موجود ہے۔ لہذا جزا و سزا کا اعتقاد بھی نیکی پر قائم کرتا ہے۔

پس یوم آخرت کے بھی مجھے سمجھ لو کہ بدی کا نتیجہ ضرور پہنچنا پڑیگا۔ اور پڑتا ہے۔

تیسرا ذریعہ نیکی کا محرک ہے۔ ہر انوس کہ لوگوں نے اس کی قد نہیں کی اور اگر کی ہے تو کم کی ہے۔ یا اس پر ایمان نہیں ہے نہ فحشوں کا اعتقاد ہے۔ اور لوگوں نے اس کو ایک معمولی وجود سمجھا ہے۔

ہمیں خدا تعالیٰ نے مالک کا اعتقاد۔ جزو ایمان میں کیونکر لایا۔ میں ان کے اسباب اور نتائج وغیرہ کا کاموں میں بڑا لگا رہتا ہوں۔ اور بقدر اپنی طاقت کے ہمیشہ ایسی باتوں میں رہتا ہوں۔

مالک پر ایمان جیسے بیٹھنا یا ہے کہ شروع و حفظ کیا تقویٰ سے اور پہلے بتا دیا یہ کہ تقویٰ کے پس کیا ہیں اس طرح میں خیال کرتا ہے کہ مالک کا ایمان کیا ہے۔ اور کیوں ہے۔ لوگ کہتے کہ ہم مالک کو نہیں مانتے پر ہم ہی اس کرتے ہیں کہ اون سے محبت کس طرح بڑھانی ہے۔ بہت لوگ اس طرف بھی جھکے ہیں کہ مالک کوئی نہیں۔ چنانچہ آریہ۔ دیوتا کے سامنے کرتے ہیں پھولی انسان قضیت والا پر اگر ایسی بات ہوتی تو اس پر ایمان لانے کی کیا ضرورت تھی میرا تو حق یقین ہے کہ مالک کا ایمان نیکی کی جڑ ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ہم



بچے ہوتے ہوتے ہی ادنیٰ مانع ہے کہ کوئی کام نہ پاس ہے سبب کے نہیں ہوتا۔ مثلاً ہم ایک بچہ کی مادی پیالیں تو وہ ہم سے طلب کرتا ہے۔ کہ نہ کہ وہ جاننا ہے کہ بچہ سبب غائب نہیں ہوئی۔ کوئی نہیں مانے گا کہ میں نہیں بولتا دیوار سے آواز دہی ہے۔ (تو بعض دلوں میں ایک نیکی کا خیال آجاتا ہے۔ یا میں بدکاری میں ایک نیکی کا خیال آجاتا ہے۔ بعض دلوں میں بھڑکے دل میں رہا جاتا ہے۔

بچے ایک نوجوان کی نماز گھر میں پڑھی۔ تو بہت مختصر کر دی۔ اور ایک دفعہ پھر سجدہ میں سج کی حرامت پھر نے لگا تو کسی قرأت شروع کر دی۔ مثلاً دین خیال آیا تو نے گھر میں جہاں ہی قرأت چاہے تھی چھوٹی کی۔ اور سجدہ میں جہاں نہ ہوئی قرأت چاہے تھی اسی شروع کر دی ہے۔ پس فوراً کر لیا۔ یہ ایمان کا مقتضاء ہے۔ جیسٹ سلام پھر کرنا شروع کیا کسی نے سبھا جی جی جی کسی نے کچھ۔

پس انسان کو بچے بچے کی نیکی اور کسی پر ارادے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ کیوں ہو سکتا ہے۔ جبکہ کوئی کام بدون اسباب اور علل کے نہیں ہوتا۔ تو نیکی اور بد ارادے کی تحریک کیوں ہوئی۔ اس محرک کو ہماری شریعت میں فرشتے کہتے ہیں۔ ہم اسی پر قناعت کرتے اور نیکی کے محرک کا نام فرشتہ رکھتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ملائکہ و طیارین کو ہر وقت انسان کے دل سے تعلق رہتا ہے۔ اور موقع پھر مکیں کر کے میں ساگر وہ تحریک نیکی کی ہے تو فرشتہ کی طرف سے ہے اور تبدیل پھر وہ تحریک ہوتی اور جڑتی جاتی ہے اور وہ انسان کے میں ملک پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ملائکہ اور طیارین میں جنگ ہو جاتی اور ملائکہ جیت جاتے اور پھر وہ شخص فرشتوں سے مصافحہ کر لیتا ہے۔ ایک تعلق قرآن کریم میں فرمایا۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا۔ تشریز علیہم الملک اللہ لآئینہ۔

پس ایسے لوگوں پر ہر ملائکہ نازل ہوتے اور خدا کہتا کہ تم تمہارے ساتھ میں رہو گے۔ پس اس طرح ملائکہ کا ساتھ ہو جاتا اور یہی سہارا ہوتا ہے۔

چکر۔ پاک اور قدس کتابیں ہوا۔ ایمان لانے سے ایسی ہی تحریک کر لیا۔

صفت کے خیالات کا اثر پڑنے والے پر پڑتا

مثلاً بنوری میرسن کے اثر سے ہزاروں عورتیں اور مرد خندستان میں بیکار ہو گئے۔ سب بات بہت مصنفین نے صاف غفلت میں لپی ہے۔

اب یہاں مشاہدہ کیجئے کہ مٹاؤں۔ فنا نے مثلاً دھن کے گھسٹ چھٹے والوں کو دیکھ کر ان کا نتیجہ نیک آئیا یا بد۔ بہت کم ہیں باز اعداد میں پڑی ہوئی ہونگی اور نہ ہارے لوگ پڑتے ہوں گے اور ان کا نتیجہ کر کے دیکھ لو کہ ان کے خراج کیا نکلیں۔

میں ایک قوراک کے مندر پر خیال کیا تو خیال آیا کہ گیت گانے والوں نے اس سے کیا فائدہ اٹھایا ہے۔ اور گیت گانے والے کون لوگ ہیں۔ کچھ پڑوے۔ اس دمار نے۔

مراسی۔ غوم۔ پھر قوال۔ ذرہ غور کرو۔ اون میں زیادہ قدر لوگ قوالوں کی کرتے ہیں۔ مگر بندہ تو فعال چاہے۔ وہ تو عرف قوال ہیں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ قرآن کو اور اشعار کو شری آوازوں سے پڑھنے والوں کے اہمال پر غور کرو وہ اون کے اقوال کے مطابق ہی نہیں ہوتے پس ملائکہ کے ایمان کے بعد محض لوگوں کی کتاب میں پڑنے سے بہت فائدہ ہوتے ہیں۔

یہ خدا اور انبیاء کی کتابیں۔ پھر پاک لوگوں کی صحبت اور پاک خیرات سے انسان نیک بنتا ہے۔ اور انبیاء اور اون کی کتابوں پر ایمان لانے سے ہم نیک ہونے دیکھتے ہیں۔

اب ان جڑ ہوں کے ہیں اور تبلیغ کیا ہے۔

گر جان طلبی مضائقہ نہیں۔ ورنہ ہمیں نہیں دینا ابی اگر چندہ کا سوال کریں تو مجلس ہم ہم ہر جگہ میں چندہ کی درخواست نہ کرنا۔ پھر وہ لوگ جو ان جڑ ہوں کے پابند ہوتے ہیں۔ انا المال علی حبہ ذوی القربی والیتیمی۔ لآئینہ ہوتے ہیں۔ اللہ کی محبت اور اللہ کی مخلوق کی محبت کرنے کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔ یہ اون میں تقویٰ کا ثبوت ہوتا ہے۔ اور وہ شخص دنیا کہاں ہے۔ تم لوگ میرے رشتہ داروں سے واقف نہیں میرے حالات جوانی سے واقف نہیں۔ پر میرے رشتہ دار خوب واقف ہیں۔ اسلئے خدا نے حکم دیا ہے کہ مال سے رشتہ داروں کی خبر لو۔ جب انسان دیکھتا ہے۔ فلاں میرے رشتہ دار نے میرے بچہ کو مارا تھا فلاں نے مجھے گالی دی تھی۔ وغیرہ وغیرہ تو اسلئے ایسے رشتہ داروں کو چھوڑنے سے قرض کرنا ہے۔ پھر خدا کے حکم کے سامنے ان باتوں کی پرواہ نہ کر کے اس کی پرورش کرتا ہے۔ اسلئے اس تقویٰ کا نتیجہ ہے۔ پھر اسلئے کہ خراج کرنے میں ان میں خیال کرنا ہے کہ یہاں سے

مجھے بہت کچھ عرض میں ملے گا۔ مجھے بہت ملے گی اور خدا فرماتا ہے کہ قرابت کے بعد مال بھٹیوں کو دے کیونکہ تم سے توبہ کی امید نہیں اور یہ مقرر بننا ہے تقویٰ کا۔ پھر میری ایک اور جگہ حال کے خراج کرنے کی۔ ایک شخص ہندی ہے۔ اور اس کے پاس سوئی مدناگر ساورجی نہیں۔ وہ سکون کی حالت میں ہے۔ سلام نہیں کر سکتا۔ جب تک اس کے پاس سامان نہ ہو پس سامان بنو ادینا مسکین کی خبر گیری ہے۔

پھر مسافروں کو مشکلات پیش آتے ہیں۔ ماوریم ان مشکلات سے خوب واقف ہیں۔ تبصر کر ایسے ہوتے ہیں کہ ہاتھ پیدائے کی حقیقت کو ہی نہیں جانتے۔ پس مسافر نوازی ہی تقویٰ کی راہ ہے پانچ ہی اصول تقویٰ کے بتائے ہیں اور پانچ ہی حکم شرعی تقویٰ کے بتائے ہیں۔

پھر سائیں پر مجب حالت ہے۔ ایک شخص کو مل لڑتا۔ دوسرا اس کو کچھ دیتا تو نہیں پرتا کہ اس کے پاس تو بزرگوار رہا ہے۔ پھر یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ ایک شخص کو دنیا میں کسی کسی موقع پر ضرور سوال کی ضرورت پڑی ہے۔

سیدہ القادریہ نے کہتے ہیں کہ جب سولی آدے تو چار باتوں پر خیال کرنا کرو۔ کہتی تو مسنوں کی حبیب واقعی خالی ہے اور دے نہیں سکتا۔ کہتی حبیب تو پڑھتی پڑھتی کی عادت اس کو نکالنے نہیں دیتی۔ اسی طرح پھر سائل کی دو حالتیں ہیں۔ کہتی تو واقعی اس کے پاس کچھ نہیں اور وہ سوال پر مجبور ہوا ہے۔ اور کبھی اس کو ضرورت نہیں پھر جس نے دست سوال پڑایا ہے۔

اب اگر میرے اس کو دیتا نہیں تو اس کا سوال نو گیا پس سید کہتے ہیں کہ یہ شخص خدا سے متفق کرے۔ قول معروف و مستفرد۔ یہ مستفرد کے وہ مستفرداتے ہیں۔ مستفرد بکریا الہی اگر کسی گناہ کی وجہ سے میری حبیب خالی ہے تو اس کو چکر۔ یا نبی کی وجہ سے تو مجھے اس عار کے عذاب سے نجات دے۔ اور اس سوال کو یا تو تو فریق اور رزق مٹا کر کسی گناہ کی وجہ سے نکل کا زبیر بارے۔ یا اگر اس کے گھر میں روپیہ ہے تو پھر چکر کہ اس شخص کے عذاب سے نجات پاوے۔ یا پھر ان سے غریب تقویٰ کا۔ رقاب۔ شلا قرصہ۔ ڈگری۔ غدا و اسے کو روپے۔ یہ تقویٰ کے منظر ہیں اسلئے پر۔

واقعا الصلح۔ صبح کا وقت ہے اور پڑی کا موسم ہے۔ رات کو احتلام ہو گیا ہے۔ ماوریم

لی اذان ہوئی ہے۔ نماز پڑھنی ہے۔ پھر کئی سے اور لکھ کر سننے سے پانی سے منس کرنا اور نماز میں شامل ہونا ہے۔ علی بن اقیاس عشاء کا وقت ہے۔ یا عصر کا وقت ہے کہ وہ کار پر خیرہ ارون کا جگہ لگا ہوا ہے کہ سجدہ سے اذان کی آواز آئی ہے۔ اور یہ سب کچھ صبح پڑھنا اور سجدہ کو پڑھنا ہے۔ اسلئے صبح اور عشاء کی نماز متانق کسل کا لی کرنا ہے۔

راہبناہ الزکواۃ۔ اپنے اسوال میں شخص مقرر کرتا ہے۔

و امکوون بعدہم۔ اپنے صحابہ میں وناواری سے کام لیتا ہے۔

والنصابین فی الباساء والظلم۔ بیماری اور فقر اور غربت و افلاس۔ یہ عین وقت انسان کو بہت مشکل ہوتے ہیں۔ ہر آدمی اس پر غور کرے کہ ان تین وقتوں میں۔ بہت جو صلا۔ استقلال اور آدمی کو کام سے۔ یہ تقویٰ کے نشان ہیں۔ ان نشانوں والے شخص کو تقویٰ کہتے ہیں۔ اب تم نے اس آیت کے سے سمجھ لے ہو۔

پس اس طرح انسان خدا کا محبوب بنتا ہے۔ اب وقت ختم ہو گیا ہے۔ اور نماز کا وقت آگیا ہے۔ باقی پھر ہی۔ اس سامان تقویٰ جلا دیتا ہوں۔ دعا۔ نیک محبت۔ ملو صدقہ وغیرات دینا۔ یہ سامان ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق عطا کرے۔ آمین۔

رسید زبرائے اعداد و اقلہ امتی ان طلب کا جمع گذشتہ

حکیم خضر بن صاحب۔ عہد نئی شش درین صاحب۔ رشید گورنمنٹ پریس۔ صمد۔ شیخ محمد اسمعیل صاحب۔ رشید گورنمنٹ پریس۔ صمد۔

جناب سید محمد علی شاہ صاحب۔ صمد۔

پروہری اسد داغ صاحب۔ رشید گورنمنٹ پریس۔ صمد۔

سید سرور شاہ صاحب۔ صمد۔

چودہری رستم علی کورٹ نیکو (لاہور) صمد۔

احمد نور صاحب۔ کابل۔ صمد۔

موسیٰ شیر علی صاحب۔ پریس۔ صمد۔

منفی صاحب۔ صمد۔ قاضی غلام حسین صاحب۔ صمد۔

کل میزان اللہ

عبد الصغی کا سبک دن قریب آتا ہے۔

اسلئے اکبر برقعہ یاد ملتا ہوں کہ چندہ میں نہ

ایک ویدینی کس احمدی ہمارا کہاں قریانی (وقت)

دوسرے کے قریا اور ملائین کے واسطے پانا اور پنے







الحکم کے گزشتہ  
سالوں کے فایل  
دفتر الحکم سے  
منکواؤ



کتابخانه جامعہ اسلامیہ  
 دارالعلوم دیوبند  
 رقم کتاب: ۱۲۰۳  
 تاریخ: ۱۲۰۳

**مفت**

مفت محمد رفیع صاحب

مفت محمد رفیع صاحب

مفت محمد رفیع صاحب

بہارِ نیکو کاروں کا یہ ہے کہ جو کچھ کرنا ہو اس میں ہمت نہ ہٹائے۔  
 بہارِ نیکو کاروں کا یہ ہے کہ جو کچھ کرنا ہو اس میں ہمت نہ ہٹائے۔  
 بہارِ نیکو کاروں کا یہ ہے کہ جو کچھ کرنا ہو اس میں ہمت نہ ہٹائے۔

اسکے درجہ کا فتویٰ اور مصطفیٰ سارے عالم میں مقبول ہو گیا۔  
 اس کے درجہ کا فتویٰ اور مصطفیٰ سارے عالم میں مقبول ہو گیا۔  
 اس کے درجہ کا فتویٰ اور مصطفیٰ سارے عالم میں مقبول ہو گیا۔

بہارِ نیکو کاروں کا یہ ہے کہ جو کچھ کرنا ہو اس میں ہمت نہ ہٹائے۔  
 بہارِ نیکو کاروں کا یہ ہے کہ جو کچھ کرنا ہو اس میں ہمت نہ ہٹائے۔  
 بہارِ نیکو کاروں کا یہ ہے کہ جو کچھ کرنا ہو اس میں ہمت نہ ہٹائے۔



**ایک نظر اور پہچانی**

یہ کارخانہ عطر و ادھار کا ہے۔  
 یہ کارخانہ عطر و ادھار کا ہے۔  
 یہ کارخانہ عطر و ادھار کا ہے۔

**کارخانہ احمدی عطر و ادھار**

یہ کارخانہ عطر و ادھار کا ہے۔  
 یہ کارخانہ عطر و ادھار کا ہے۔  
 یہ کارخانہ عطر و ادھار کا ہے۔

**سجائی کا اظہار**

یہ کارخانہ عطر و ادھار کا ہے۔  
 یہ کارخانہ عطر و ادھار کا ہے۔  
 یہ کارخانہ عطر و ادھار کا ہے۔



# ملفوظات احمد رضا کلکھا طیباً حضرت امام الزمان علیہ السلام

گزشتہ مشاوت سے آگے

اگر کسی قدر مفہوم ہوتا جو بعض لوگ سمجھ نہیں  
ہیں کہ وہی مرنے والے ہیں سے پہلے ہی کمال ہے  
و انفع علیہم علی و صالحہم ہوتی جگا  
انتہائی اور آخری مرتبہ اور مقام خدا تعالیٰ کے  
ساتھ ملا اور وہی ہے۔ انبیاء علیہم السلام  
کا انداز تو کمال نہ تھا کہ وہ چوری چکاری نہ  
کرا کرتے تھے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت صدق  
و قیام پہنا نظر نہ رکھتے تھے۔ پس اس دعا کی  
تعلیم سے یہ مسلم یا اگر نبی اور انعام ایک انگٹھے  
ہے جب تک انسان اسے حاصل نہیں کرتا اوت  
تک وہ نیک اور صالح نہیں کہلا سکتا۔ اور ستر  
کے زمرہ میں نہیں آتا۔ اس سے آگے فرمایا  
غیر المصنوب علیہم ولا الضالین  
اس مطلب کو ترک شریف نے دوسرے مقام پر  
یوں فرمایا ہے کہ ہر انسان کے نفس کی پس دو شریعتیں  
نے چنے ہوئی ہیں۔ ایک شریعت کا نام کافوری  
ہے اور دوسرے کا نام زنجبیلی ہے۔ کافوری  
شریعت تو یہ ہے کہ اس کے پینے سے نفس بالکل ٹھنڈا  
ہو جائے اور بدلوں کے لئے کسی قسم کی حرارت  
اس میں نہ ہو۔ ہر جہر کافوری میں یہ خاصہ  
ہوتا ہے کہ وہ نہ ہرچے مواد کو دبا دیتا ہے اسی  
لئے اسے کافور کہتے ہیں اسی طرح پر یہ کافوری  
شریعت گناہ اور بدی کی نہ ہو کہ دبا دیتا ہے۔  
اور وہ ہوا اور وہ جو آئندہ انسان کی روح کو ہلاک  
کرتے ہیں انکو آگٹھے نہیں دیتا بلکہ شکر و تہنیر  
دوسرے شریعت شریعت زنجبیلی ہے جس کے  
ذریعہ سے انسان میں نیکیوں کے لئے ایک  
قوت اور طاقت آتی ہے اور ہر حرارت پیدا ہوتی  
پس اھلنا الصراط المستقیم صراط  
الذین انعمت علیہم تو اصل مقصد اور  
غرض ہے یہ کہ گویا زنجبیلی شریعت اور غیر  
المقصوب علیہم ولا الضالین۔  
کافوری شریعت ہے۔

اب ایک اور شکل ہے کہ انسان مرنے والی بدلوں  
کو تو آسانی سے چھوڑ دیتا ہے لیکن بعض  
بدلوں ایسی باریک اور مخفی ہوتی ہیں کہ اول تو  
انسان مشکل سے انہیں معلوم کرتا ہے۔ اور پھر

انکا چھوڑنا سے بہت ہی مشکل ہوتا ہے اسی  
ہی مثال ہے کہ محرقہ بھی لوگوں تک پہنچا کر  
کھلا کر کھلا کھلا ہو سکتا ہے لیکن تب وہ  
اندیشہ کھاتا ہے اسکا علاج بہت ہی مشکل ہے  
اسی طرح پر یہ باریک اور مخفی بدلوں ہیں جو انسان  
کو نفسانیں کے حاصل کرنے سے روکتی ہیں۔ یہ  
اخلاقی بدلوں ہوتی ہیں جو ایک دوسرے کو مانتے  
سین ٹاپ اور حالات میں پیش آتی ہیں اور ذرا  
ذرا سی بات اور اختلاف رائے پر دلوں میں بعض  
کینہ و حسد پیدا ہو جاتا ہے۔  
اور اپنے بیانی کو حق سمجھنے لگتا ہے۔

چند روز اگر نماز سوار کر پڑھی ہے اور لوگوں  
نے تعریف کی تو ریا اور خود پیدا ہو گیا اور وہ  
اصل غرض جو اخلاص ہی جاتی رہی اور اگر خدا تعالیٰ  
نے دولت دی ہے یا علم دیا ہے یا کوئی خاندانی  
دعوت حاصل ہے تو اسکی وجہ سے اپنے دوسرے  
بیانی کو جھوٹا بتا دیتا ہے اور دوسرے کی بات  
کو سچا اور اپنے بیانی کی حق بات سمجھنے لگتا ہے  
پوتا ہے اور کینہ و حسد لوگوں میں ہوتا ہے  
کسی میں کسی رنگ میں اور کسی طرح سے علماء  
علم کے رنگ میں اسے ظاہر کرتے ہیں اور علمی اور  
پیشہ کی حق بات کو اپنے بیانی کو کرنا چاہتے ہیں۔  
غرض کسی کی طرح غیب جی کر کے اپنے بیانی کو بڑھ  
کرنا اور نقصان پہنچانا چاہتے ہیں بات دلوں کو  
عیسوں کی تلاش میں رہتے ہیں اس قسم کی باریک  
بریان ہوتی ہیں جنکا دور کرنا بہت مشکل ہوتا ہے  
اور شریعت ان باتوں کو جائز نہیں کہتی ہے۔ ہر  
بدلوں میں مومن ہی مبتلا نہیں ہوتے بلکہ دلوں جو  
ستعارف اور مرنے والی بدلوں ہیں کرتے ہیں اور  
خاص کچھ جانتے ہیں وہ بھی لڑتے ہیں جانتے ہیں  
ان سے خلاصی پانا اور ہر ایک ہی بات پر  
اور جب تک ان بدلوں سے نجات حاصل نہ کرے  
تو کینہ نفس کا لالچہ پر نہیں ہوتا۔ اور انسان  
ان کمالات اور مقامات کا وراثت نہیں جیتا جو  
تو کینہ نفس کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں  
بعض لوگ اپنی جگہ سمجھتے ہیں کہ ان اخلاقی بدلوں  
سے ہم نے خلاصی پالی ہے لیکن جب یہی مومن  
آچر تک ہے اور کسی غیبی سے مقابلہ ہو جاوے  
تو انہیں بڑا جوش آتا ہے اور یہ وہ گندائی سے  
ظاہر ہوتا ہے جگا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔  
اس وقت یہ کہتا ہے کہ اب یہی کچھ ہی حاصل نہیں کیا  
اور وہ تو کینہ نفس جو کمال کرتا ہے میرے نہیں۔  
پس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کینہ جو اخلاقی  
تو کینہ کچھ ہی بہت ہی مشکل ہے۔ اور خدا تعالیٰ  
نے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس فضل کے

جذبہ کر کے لئے یہی وہی تین بدلوں میں اول مقام  
اور بعد اس کے دوم و ثلث سوئم صحبت عادیقین۔  
پھر فضل اتی انبیاء علیہم السلام پر بدلوں کمال  
ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اول انکا تکرار کی اخلاقی  
کمال طور پر خود کر دیتا ہے انہیں بد اخلاقیوں اور  
رذائل کی لالیوں سے ہی نہیں جاتی۔ ان کی حالت  
تو یہیں تک پہنچ جاتی ہے کہ سلطنت پاکر ہی  
وہ خیر ہی رہتے ہیں۔ اور کسی قسم کا کبر ان کے  
پاس نہیں آتا۔

وہ حقیقت یہ کہ ہر نفس کے جذبات کا ہے  
اور وہ اخلاقی کبر۔ ریا و غیرہ صورتوں میں ظاہر ہوتا  
ہے اس پر سوئ نہیں آتی جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل  
نہ ہو۔ اور یہ سوار دیہ میں نہیں کتے جب تک معرفت  
کی آگ انکو نہ جلائے جس میں یہ معرفت کی آگ  
پیدا ہو جاتی ہے وہ ان اخلاقی کمزوریوں سے  
پاک ہونے لگتا ہے اور بڑا ہر کبر ہی اپنے آپ کو  
چھوٹا سمجھتا ہے اور اپنی سچی کو کچھ حقیقت نہیں  
پاتا۔ وہ اس نور اور روشنی کو جو انوار معرفت کو  
اسے ملتی ہے اپنی اسی قابلیت اور خوبی کا نتیجہ  
نہیں مانتا اور نہ اسے اپنے نفس کی طرف متوجہ  
کرتا ہے بلکہ وہ اسے خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم  
یقین کرتا ہے۔ جیسے ایک دیوار پر آفتاب کی  
روشنی اور وہ وہ پڑا کر اسے نور کر دیتی ہے  
لیکن دیوار اپنا کوئی فخر نہیں کر سکتی کہ یہ روشنی  
میری قابلیت کی وجہ سے ہے یہ ایک دوسری  
بات ہے کہ جہد و وہ دیوار صاف ہوگی اسکا  
روشنی زیادہ صاف ہوگی۔ لیکن کسی حال میں  
دیوار کی ذاتی قابلیت اس روشنی کے لئے  
کوئی نہیں بلکہ اس کا فخر آفتاب کو ہے۔ اور  
ایسا ہی وہ آفتاب کو یہ بھی نہیں کہہ سکتی کہ  
تو اس روشنی کو ابھارے۔ اس طرح ہر انبیاء  
علیہم السلام کے نفوس صافیہ ہوتے ہیں  
اللہ تعالیٰ کے فیضان اور فیوض سے معرفت  
کے انوار انہیں پڑتے ہیں اور انکو روشن کر دیتی ہیں  
اسی لئے وہ ذاتی طور پر کوئی دعویٰ نہیں کرتے  
بلکہ ایک فیض کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ  
کرتے ہیں اور یہی کچھ ہی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے  
کہ جہد و انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے  
گیا کہ کیا ہے اعمال سے داخل جنت ہونے کے لیے  
فرمایا کہ ہر انسان خدا کے فضل سے انبیاء  
علیہم السلام کی قوت اور طاقت کو اپنی طرف  
متوجہ نہیں کرتے وہ خدا ہی سے پاتے ہیں اور  
اسی کا نام لیتے ہیں۔ ان ایسے لوگ ہیں جو انبیاء  
علیہم السلام سے حالانکہ انکو دلوں سے جگہ کے  
درجہ میں ہوتے ہیں۔ (بلکہ صاف انعام میں

اگر یہ کہا جاوے کہ انکو کوئی نسبت ہی نہیں  
تو اس میں مباغہ نہیں (اگرچہ) جو وہ دن نہانہ  
چلے کر کبر کرے لگتے ہیں اور ایسا ہی رذہ اور  
جج سے بچنے کے لیے تکرار کے انہیں تکرار ہونے  
پیدا ہوتی ہے۔ یاد رکھو تکرار شیطان  
سے آیا ہے اور شیطان بنا دیتا ہے  
جب تک انسان اس سے دور نہ ہو یہی قوت  
حق اور فیضان الوہیت کی راہ میں روک  
ہو جاتا ہے۔ کسی طرح سے یہی تکرار نہیں کرنا  
چاہئے نہ علم کے لحاظ سے نہ دولت کے لحاظ  
سے نہ وجاہت کے لحاظ سے نہ ذات اور  
خاندان اور جہان کی وجہ سے کیونکہ زیادہ  
تراشیا باتوں سے یہ تکرار پیدا ہوتا ہے۔ اور  
جب تک انسان ان گھنڈوں سے اپنے آپ  
کو پاک صاف نہ کرے گا۔ اس وقت تک وہ خدا تعالیٰ  
کے نزدیک برگزیدہ نہیں ہو سکتا۔ اور وہ  
معرفت جو جذبات کے سوا اور دیکھ کو جلداتی  
ہے اسکو عطا نہیں ہوتی کیونکہ یہ شیطان کا  
حصہ ہے اسکو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا شیطان  
نے یہی تکرار کیا تھا۔ اور آدم سے اپنے آپ کو  
بہتر سمجھا اور کہہ دیا انا خیر خلقتی من نار  
و خلقتہ من طین اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ  
خدا تعالیٰ کے حضور سے مردود ہو گیا اور آدم  
نفس پر جو کہ اسے معرفت دی گئی تھی اپنی  
کمزوری کا اعتراف کرنے لگا اور خدا تعالیٰ کے  
نفس کا وارث ہوا۔ وہ جانتے تھے کہ خدا تعالیٰ  
کے فضل کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا اس لئے دعا  
کی رہنا اظلمنا انفسنا وان لہ تعفر لنا  
و ترحمنا التکون من الخاسرین۔  
یہی وہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہا  
گیا کہ سے نیک استاد تو انہوں نے کہا کہ تو مجھے  
نیک کیوں کہتا ہے۔ امپر آجکل کے نادان  
عیسائی تو یہ کہتے ہیں کہ انکا مطلب اس فقرہ  
سے یہ تھا کہ تو مجھے خدا کیوں نہیں کہتا۔ حالانکہ  
حضرت مسیح نے بہت ہی لطیف بات کہی تھی جو  
انبیاء علیہم السلام کی فطرت کا خاصہ ہے وہ جانتے  
تھے کہ حقیقی نیکی تو خدا تعالیٰ ہی سے آتی ہے  
وہی اسکا ختم ہے اور وہی سے وہ اترتی ہے۔  
وہ جھوٹا ہے مطلقاً اسے اور جب چاہے سلب کر  
کرے انانوں نے ایک عمدہ اور قابل قدر بات  
کو محبوب بنادیا اور حضرت عیسیٰ کو شکر ثابت کیا۔  
حالانکہ وہ ایک متکبر مغرور انسان تھے۔  
پس یہ سے نزدیک پاک ہونے کا  
یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ  
اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ



کہ انسان کی قسم کا کبر اور خسر نہ کرے۔ مگر نہ  
خاندانی نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو کبر  
عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک  
روشنی جو ان خاستوں سے نکلتی ہے وہ انسان  
وہ آسمان سے ہی آتی ہے۔ اور انسان  
پر وقت آسانی روشنی کا مخرج ہے۔ تاکہ  
تو جیسے کسی جہت تک سورج کی روشنی جو آسمان  
سے آتی ہے نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو  
ہر ایک قسم کی خلعت کا دروازہ کرتی ہے اور اسکی  
بجائے تقویٰ اور عبادت کا دروازہ کرتی ہے۔  
آسان ہی سے آتی ہے جس سے کچھ کہتا ہوں  
کہ انسان کا تقویٰ ساریات - عبادت -  
عبادت سب کچھ آسان سے آتا ہے اور  
یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ  
چاہے تو اسکو قائم رکھے اور چاہے تو دور  
کر دے۔ پس

**پہلی معرفت**

امید کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو تسلیم  
اور لاشے بعض کچھ اور آستانہ الوہیت پر  
گرا کر اس بارہ میں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے  
فضل کو طلب کرے۔ اور اس نور معرفت  
کو ماننے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر  
ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور جرات  
پیدا کرتا ہے۔ پس اگر اس کے فضل سے اسکو حق  
ن جلا دے۔ اور کسی وقت کسی قسم کا سبب اور  
شرح صدر حاصل ہو جاوے تو پھر کبر اور  
ناز نہ کرے بلکہ اسکی فروتنی اور انکسار میں رہے  
ہی ترقی ہو۔ کیونکہ جبرورہ اپنے آپ کو کمال  
سمجھتا ہے اور بقدر کیفیات اور احوال خدا تعالیٰ  
سے اثرین لگے جو اسکو روشنی اور قوت پہنچا کر  
لگے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا کہ امید ہے  
اسد تعالیٰ کے فضل سے اسکی اخلاقی حالت  
مندرجہ ہو جائیگی۔ دنیا میں اسے آپ کو کچھ سمجھنا بھی  
تھکے تو ہے اور یہی حالت خدا تعالیٰ ہے۔  
پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے  
پر لعنت کرتا ہے اور اسے حقیر سمجھتا ہے  
میں یہ سب باتیں مار بار اس نے کہتا ہوں کہ  
خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا  
چاہا ہے تو اس سے یہی غرض ہے کہ  
کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں کم ہوتی  
ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو آخر  
زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ  
قائم کرے۔ عام طور پر کبر کا لفظ دنیا میں  
بڑا ہے علماء و ائمہ کی بھی اور کلمہ میں گرفتار  
ہیں۔ فقر آہ کو دیکھ تو ان کی یہی حالت اور

ہی قسم کی ہوتی ہے۔ انکو صلاح نفس سے کوئی کام  
ہی نہیں آتا۔ اسکی مرض و غایت صرف جسم تک  
خود دوسرے اس سے اس کے کچھ یاد رہے اور یہاں  
ہی کچھ اور ہی قسم کی ہیں جیسے ذکر اترہ وغیرہ۔  
تک مشغولت سے تیر نہیں جلتا۔ میں دیکھتا  
ہوں کہ دل کو پاک کرنے کی طرف انکی توجہ ہی  
نہیں۔ صرف جسم ہی ہم باقی رہا ہے جس پر  
روحانیت کا کوئی نام و نشان نہیں ہے۔ مجاہدے  
دل کو پاک نہیں کر سکتے اور کوئی حقیقی نور معرفت کا  
بخش سکتے ہیں پس یہ ناذاب بالکل خالی ہے۔  
نبوی طریق جو پاک ہونے کا تدارک بالکل ترک  
کر دیا گیا ہے اور اسکو بھلا دیا ہے۔ اب اسد تعالیٰ  
چاہتا ہے کہ وہ عہد نبوت پر آجاوے اور  
تقویٰ و طہارت پر قائم ہو۔  
اور اس سے اس جماعت کے دوسرے چاہا  
پس غرض ہے کہ حقیقی اصلاح کی طرف توجہ  
کر دے اور پھر جہت پر کثرت سے اسد عہد و سلم  
صلاح کا طریق بتایا ہے۔

**شریعت کو دو پہلو**

شریعت کے دو پہلو  
مکمل حفاظت انسان کو ضروری ہے ایک حق اللہ  
دوسرے حق العباد۔ حق اللہ تو ہے عبادت اور  
حق اللہ ہی اصل امت۔ عبادت - توحید - ذات و  
صفات میں کسی دوسری ہی کو شریک نہ کرنا۔  
اور حق العباد یہ ہے کہ اپنے بھائیوں سے کبر  
خیاات اور غم کسی نوع کا نہ کیا جاوے کہ یا غلامی  
حق میں کسی قسم کا تہ نہ ہو۔ شے میں تو یہ دو  
ہی فقرے ہیں لیکن عمل کرنے میں بہت  
نئی مشکل ہیں۔  
اسد تعالیٰ کا جہاں ہی نفس انسان پر ہو تو وہ ان دونوں  
پہلوؤں پر قائم ہو سکتا ہے کسی میں قوت نفسی ہوتی  
ہوتی ہوتی ہے۔ جب وہ جوش ملیں ہے تو اس کا  
دل پاک رہ سکتا ہے اور زبان و دل سے اپنے  
بھائی کے خلاف ناپاک منہ نہ کرے اور زبان نہ  
کالی دیتا ہے۔ اور یہ کہ پید کرنا ہے کسی میں قوت  
شہوت غالب ہوتی ہے اور وہ اس میں گرفتار ہو کر  
حدود اس کو توڑتا ہے۔ غرض جب تک انسان کی  
اخلاق حالت بالکل درست نہ ہو وہ کمال ایمان  
جو مستعدی گروہ میں داخل کرے اور جس کے ذریعہ  
کسی معرفت کا درجہ پیدا ہوتا ہے داخل نہیں ہو سکتا۔  
پس نہ نرات ہی کو کشش ہوتی چاہئے کہ اس کے  
جو انسان بجا موجد ہوا ہے اخلاق کو درست کرے  
میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت اخلاقی حالت بہت ہی  
کری ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں میں بدگلی کا مرض بڑھا  
ہوا ہے کہ وہ اپنے بھائی سے نیکی لیتی نہیں

سکتے اور انکی اونی سی بات پر اپنے دوسرے بھائی  
کی نسبت بڑے بڑے خیالات کرنے لگتے ہیں۔ اور اسکی  
جیب میں اسکی طرف غریب کرنے لگتے ہیں کہ اگر وہی جیب  
اسکی طرف غریب ہوں تو اس کو سخت ناکار معلوم ہو۔  
اس لئے اہل ضروری ہے کہ حق اللہ سے اپنے بھائیوں پر  
چھنی ملے جاوے اور جیسے نیک نکلے جاوے۔  
کیونکہ اس سے محبت بڑھتی ہے اور اس میں پیدا ہوتا ہے  
اور اس میں قوت پیدا ہوتی ہے اور اس کے ہاں اسد  
بعض دوسرے یہ سب شے کثرت سے تقویٰ - حسنہ وغیرہ  
سے بجا رہتا ہے۔

پہلوں میں جہاں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بھائیوں  
کے لئے کچھ ہی ہمدردی نہیں اگر ایک بھائی ہو گا تو  
یہ تو دوسرا تو جو نہیں کرتا۔ اور اسکی طرف کری کے لئے  
تیار نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں  
تو نہیں کرتے کہ اس کے لئے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کرے  
بیش شریف میں جیسا یہی جہت گیری اور اس کے ساتھ  
ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک کہ جسے کہ اگر تم  
لڑتے ہو تو لڑو کہ زیادہ کرنا تو اس سے اسکی دوسرے  
ایک یا دو تہا ہے اپنا ہی بیٹا ہوتا ہے۔ لیکن اس کی  
کچھ پر دہانہ نہیں۔ یہ بہت سمجھ کر بھائی سے انتہائی  
مطلب ہے جو کچھ کے پاس رہتا ہو بلکہ تمہارے بھائی  
میں وہ ہی بھائی ہی ہیں خواہ وہ سو کوس کے  
فاصلے پر بھی ہوں۔

پھر نفس کو ہر روز اپنا سلا م کرنا چاہئے کہ وہ کہاں تک  
میں کی پیدا کرنا ہے۔ اور کہاں تک وہ اپنے بھائیوں سے  
ہمدردی اور سلوک کرنا ہے۔ اسکا جہاں ہی مطالبہ  
انسان کے ذمہ ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت  
کے روز خدا تعالیٰ کے کار میں ہر کس کا ہاتھ نہ لگے گا  
نیکو یا۔ میں یہاں اساتہا اور تو نے مجھے پائی دنیا میں  
بیار ہاتھ نے میری عبادت نہ کی۔ جن لوگوں سے یہ  
سوال ہو گا وہ کہیں گے کہ اسے ہمارے رب تو کب  
پہنچا تھا جو ہم نے کہا تھا نہ دیا تو کب یہاں اساتہا ہوتی  
نہ دیا تو کب یہاں اساتہا تیری عبادت نہ کی۔ پھر خدا تعالیٰ  
فرمائیگا کہ میرا حق منہ جو ہے وہ میں پاؤں کا بھی  
تھا مگر تم نے اسکی کوئی ہمدردی نہ کی اسکی ہمدردی میری  
ہی ہمدردی تھی۔ ایسا ہی ایک اور جماعت کو کہہ گا کہ  
خدا ہاں ہم نے میری ہمدردی کی میں یہ کہتا تھا تم نے  
مجھے کہا کہ یا میں یہاں اساتہا تم نے مجھے پائی پلایا  
وغیرہ وہ جماعت عرض کریں کہ اسے ہمارے خدا  
ہم نے کب سے ساتھ دیا تھا تب اسد تعالیٰ جواب  
دینگا کہ میرے نقون بندہ کے ساتھ جو تم نے ہمدردی کی  
وہ میری ہی ہمدردی تھی۔ اور اس خدا تعالیٰ کی مخلوق  
کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور  
خدا تعالیٰ اسکو بہت پسند کرتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا  
ہو گا کہ وہ اسے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ عام طور

پر دنیا میں یہی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم  
کسی کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص  
اسکی خبر ہی نہ لے تو کیا وہ آقا جاکر وہ خادم ہے  
اس اپنے دوست سے خوش ہو گا؟ کبھی نہیں حالانکہ  
اسکو تو کوئی تکلیف دینے نہیں دی مگر نہیں اس  
نور کی خدمت اور اس کے ساتھ جس سلوک کو اس مالک  
کے ساتھ جس سلوک ہے خدا تعالیٰ کو ہی اس پر  
اس بات کی جڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سر دہری  
ہوتے۔ کہ اسکو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔  
پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی  
کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔  
غرض اخلاق ہی ساری ترقیات کا ذریعہ ہے۔  
میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا ہے  
جو حقوق اللہ کے پہلو کو تقویت دیتا ہے۔ جو  
شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے بڑھتا  
ہے خدا تعالیٰ اس کے ایمان کو صلاح نہیں کرتا  
جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرتا  
ہے اور اپنے ضعیف بھائی کی ہمدردی کرتا ہے تو  
اخلاص سے اس کا کوئی ہو جاتا ہے مگر یہ یاد رکھنا  
چاہئے کہ غنائش اور نمود کے لئے جو اخلاق برتے جائز  
وہ اخلاق خدا کے لئے نہیں ہوتے اور ان میں غنائش  
کے پورے کیرہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اصل پھر  
کو بہت سے لوگ سر زمین دینہ بنا دیتے ہیں ان کی  
اس غرض غیبت ہوتی ہے۔ اور اگر انسان خدا تعالیٰ  
کے لئے کوئی فعل کرے تو خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا لگے  
نہی اسد تعالیٰ اسے صلہ نہیں کرتا اور اسکا یہ بڑھتی  
ہے جسے تذکرہ الانبیاء میں پڑھا ہے کہ اسکی ایک  
فرمان میں کہ ایک دن وہ بارش ہوئی اور کوئی روز تکہری  
ان دانش کے دنوں میں بنے دیکھا کہ ایک انکی ہر س کا  
پولٹا گھر پر جو کچھ پر چڑھوں کے لئے دلے  
گال رہا ہے۔ جسے اس خیال سے کہ کافر کے ہمال  
جھاڑ پٹاتے ہیں اس سے کہا کہ کیا تیرے اس میں  
سے کچھ کچھ ٹوٹا ہو گا۔ اس گھر نے جواب دیا کہ  
ان ضرور ہو گا۔ پھر وہی ولی اللہ بیان کرتے ہیں۔  
کہ ایک مرتبہ جو میں نے گویا تو دیکھا کہ وہی کبر طواف  
کر رہا ہے اس گھر نے مجھے یہاں لیا اور کہا کہ دیکھو  
تو دنوں کا کچھ ٹوٹا ہو گیا یا نہیں؟ یعنی وہی  
وانے میرے اسلام تک نہ لے گا جو جب ہو گئے  
حدیث میں یہی ایک صحابی کا ذکر آیا ہے کہ ایک صحابی  
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ انعام  
عالمیت میں جیسے بہت کچھ خرچ کیا تھا کیا اس کا  
ٹوٹا ہو گیا ہو گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے اسکو جواب دیا کہ یہ اسی صدقہ و خیرات کا ثمرہ تو  
ہے کہ تو مسلمان ہو گیا ہے۔  
اس سے سونم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کے اونی







# مذہبی نیا پر سری نظر

نیوگ کرو اور چین اڑاؤ ناظرین محکم

کراہی ہندو لڑکی کی سرگزشت اجناد شکاری سے لیکر شیشی کی تھی جس میں وہ بیمار تھی جس کی ماری اپنے شوہر کے ماتھے سے نالان تھی اور آریہ سماج سے اسکا علاج پڑھتی تھی۔ اس وقت انھیں نے مختلف مائیں گھسے۔ بعض تو جوان سماجیوں کے منہ میں پانی بہا کر اور انھوں نے دھڑا دھڑا بیابان کی پوریا میں پھینک دی۔ کوہن۔ آریہ درین نے ان کو بھی دے دی کہ اس لڑکی کی باوجود شوہر ہونے کے دوسری شادی ہو سکتی ہے کیا طوطا اب شادی کرے گا؟ سے معلوم ہوا کہ آریہ پھر بھی یہی کہی اس پر چند صاحب کے مندرجہ ذیل رائے دی ہے۔ جبکہ خاندان نے شادی کے پران کو بوجھ جابل ہونے کے توڑ دیا ہے تو جہاں تک مناسبت ہے اسکا دوسرا لواہ ہونا لازم ہے مگر قانونا خاندان کی حیثیت میں دوسرا لواہ نہیں ہو سکتا اس لئے اس لڑکی کو یہ لازم ہے کہ جب نیوگ ٹیک ہنگ برسم ہے تو نیوگ سے مستان بھی کرے۔ لہذا اب کیا ہے چلو چلی چلی کہا نے کو جو پھر سال میں بچے دو دو۔ سماجی اور مذہب کا جاننے نہ پائے اس ہنگ نونگا گھر گھر جہاں بھی بیمار پاؤ علاج اور تجربہ شروع کر دے! میں یہی مائیں چلا کر آریہ مذہب کے لیڈروں اور دانشوروں پر انھیں کرنا ہوں کر وہ جگہ سے کہ اس نا پاک اور ناقابل ذکر مسئلہ کو جہاں تک ممکنات نہ گنوں میں ہی شاعت اور ترویج کی سی کرتے ہیں جو ان کی اخلاقی حالت پر نظر ناک آئے۔ ایک بیماری دیکھاری لڑکی کی عصمت لینے کے لئے کیا کیا جیلے حراشے جاتے ہیں۔ اس لڑکی کی سرگزشت پڑھ کر مجھے عظمت اسلام کا ثبوت ملتا ہے۔ جو کامل عقائد رکھنے سے منع کرتا ہے۔ اور خاندان کی اصلاح نہونے کی صورت میں ضلع کا نسخہ تحریر کرتا ہے۔ ساری سماجی کمونیک کی تعلیم دیکھ رہی ہوں پوری کرنی چاہی ہیں مگر کیا وہ نہیں جانتے کہ اگر وہ نیوگ سے خاندان پر توجہ نہ ملے تاہم قرار پا کر کسی مخالفت سرکار کرے گی اور اس اولاد کو حقیقی باپ کی وارث نہیں ملے گی۔ اور خاندان کو غیرت لگتی تو وہ وہ ہیں نیوگ کرنے والے کو نیوگ کا مزا

# ہمارے علماء کی سادگی

ہمارے علماء کی سادگی

اس امر سے تو اب کوئی سہمرا نکال نہیں کر سکتا کہ سربل علوم کی شاعت سے جہاں ہمارے دماغ اور خیالات روشن ہوئے ہیں وہاں ہمارے مذہبی حالت نہایت خطرناک ہو گئی ہے عام عقیدہ پانچ سو سال کے مذہبی خیالات میں روز بروز انقلاب ہوتا جاتا ہے اور اسلامی صورتات سے ناواقفیت انھیں اسلام سے بیدل کر رہی ہے تعلیم سربل تھے ان کی ذہنی نشوونما اب دوسرے کلاسیکی زیادہ ہے کہ اسلامی عقائدات کے نقلی دلائل ان کی عقلی نہیں کر سکتے بلکہ ان کے ذہن میں اسلام کی عقلی قوت کم اور ضعیف کر دیتے ہیں ایسی حالت میں علماء اسلام کا یہ ہیں جن کو ہمارا وقت مغربی علوم کے علوم سے اسلام کو محفوظ رکھنے کے لئے ضرورت زمانہ کے موافق جدید آلات حرب بیکار کر رہے ہیں جتنے نیا علم کام آیا کرتے اور عقلی دلائل سے علمی دنیا پر ثابت کر دیتے کہ وہاں صرف اسلام ہی ایسا سماج ہے جو عقول و فطرت و تہذیب و فاضل کا مقابلہ کر سکتا ہے اور جس کی کوئی تعلیم عقل سلیم کے خلاف نہیں ہے لیکن انھیں ہے ہمارے سادہ لوح علماء اسلام ایمان دار دہریت کے اس طوفان کو نظیر کے فتروں سے روکنا چاہتے ہیں نتیجہ یہ کہ وہ مرقی کر گیا اور ہم ان طرف سے ہمارے کو تعلیمات خوں میں بیدل کر رہے ہیں۔

میں سوز و گداز کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہمارے بائبل متقی ہیں اور انھیں خوشی ہوتی ہے جب میں کسی راہ میں اس حقیقی طرف سے سنتا ہوں جو سلسلہ عالیہ محمد سے تعلق نہیں کہتا کہ اگر میں اس سلسلے کی عظمت کا روشن قبول ہے۔ زمانہ چھوڑ کر اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کی بحالی علمی نگ میں ہمارے ہمارے موجودہ علماء کے پاس بڑے بڑے فتویٰ کے لئے اور کچھ نہیں سلا لانا یا تو سلسلہ عالیہ محمد کے مخالف مسلمانوں کو یہ بتانا چاہیے کہ اسلام مردہ اور بے برکت مذہب ہے اور یہ عقیدے ہیں کہ اگر ہم اسلام ہی ایک مذہب ہے جو ہمیشہ زندہ اور با برکت ہے اور یہاں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اگر بنا دینا چاہیے جو درود و شریعت اسلامی حد فتوں کا فلسفہ زندہ قاضیات سے ثابت کر رہا ہے۔ بہر حال مسلمانوں میں

علماء زمانہ کی کم سنی اور ان کے موجودہ طریق کا خطرناک تسلیم کیا جاتا ہے سلسلہ عالیہ احمدی کی سماجی کثابت کرنے والا امر ہے۔ وہ سادہ

# آریہ سماج کے بانی کی ولایت اور جاہلیہ انش کی نسبت فرضی بیانات

مطرح دو تین جو دو سماج لاہور کے سکریٹری ہیں اور اب ایک نئے نئے والے جیون نت اخبار کے ایڈیٹر ہیں مندرجہ حاشیہ عنوان سے اپنے اخبار میں ذیل کا دھڑلے پھونکا کر رہے ہیں۔

اخبار نوری ہون سورج ۲۲ سالہ کتبہ کتبہ دیکر بعض مشہور اخبارات میں مندرجہ ذیل تحریر مشہور ہوئی ہے کہ جو اپنے مطلب کو آپ بخوبی ظاہر کرتی ہے:-

بہت سی تعلیمات مندرجہ ذیل جیہ پنجاب پرین سبیت دل جیہ کے ساتھ ملتی جاوے گی۔

جنا بٹن

میں ریاست سوری ملکہ کا تھیا والا میں ابی دورہ کر کے ایس آر ماہوں۔ جہاں کہیں صرف اس مقصد کے لئے گیا تھا کہ آریہ سماج کے بانی مشہور پنڈت دیانند سرتی صاحب کی منہ پوری کو خود جاکر دیکھوں اور ان کی بچوں کی زندگی اور دیگر حالات کا بذات خود مطالعہ کروں۔ یہ ایک مشہور بات ہے کہ جو ہم سوامی صاحب انجمن حیات میں اپنے والدین اور جیلے پیدائش کا ٹھیک پتہ بتا رہے ہیں کہ گزرتے رہتے تھے۔ لیکن ان کے پنجابی پیروں نے خاص شہر سوری کو کہہ دیا کہ اس کی ریاست کا دار الخلافہ ہے اور ان کی جیلے پیدائش قرار دیا ہے اور ان کے باپ کا نام پنڈت انشا خاں اور پتہ بتا دیا گیا ہے۔ بعض ان کی مانا اور میں کا نام یہی بتاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ جو سوامی کے پتہ ریاست سوری میں خدائیں اعلیٰ عہدہ پر لازم تھے۔ سوامی صاحب مرحوم نے بھی اپنے والد کے سرکاری عہدہ پر تھیں ہونے کا کچھ ذکر کیا ہے ان سب حالات کو اپنے دماغ میں گھر کر میں سوری کو دار ہوا یہاں پر خوش قسمتی سے سمجھ ایک ایسے بزرگ شاستری کے ہاں یہاں ہونے کا سرچ

کہ خاندان کا تھیا والا پھر میں بہت تخیل کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ سیری مراد میں رسید پنڈت خنڈاں شاستری صاحب سے کہہ کر جو اس قسم کے معاملات کے تعلق سوری میں سب سے زیادہ باخبر سمجھے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا معاملہ کے تعلق ان دن سے دریافت کرنے کے علاوہ میں نے اس شہر کے تقریباً سب کو جو میں پنڈت دیانند صاحب کی ولادت گاہ کی تلاش کی وہاں کے میسرین بولہ پوں اور بڑی عمر کے لوگوں سے دریافت کیا سادہ پچ پر میسرین کے پائیل یعنی سرنجوں سے سوالات کئے۔ اور ریاست کے قریب سب بڑے بڑے عہدہ داروں سے ذاتی طور پر ملا لیکن وہ سب کے سب اس جواب میں ہم زبان تھے کہ۔ یہاں سوری شہر میں گزشتہ صدی کے اندر پنڈت انشا خاں اور ان کے مشہور بیٹے کے نام و نشان کا کوئی شخص نہیں ہوا۔ مگر سرتی صاحب کی پانچ یا چھ قبل دریاں ریاست کے عہدہ پر سر فراز ہیں اور خود بھی گزشتہ کئی سالوں سے اس معاملہ کی تحقیقات میں مصروف ہیں۔ اور اس سے بہتر کئی صاحبوں مثل مرحوم پنڈت لیکھ رام اور سرتی صاحب۔ این مگر میں وغیرہ کی درخواست پر سوامی صاحب کے خاندانی حالات معلوم کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ مرحوم سوامی صاحب کی جائے پیدائش اور ولایت کا آج تک کوئی ٹھیک پتہ نہیں ملا۔ سیری درخواست پر انھوں نے ریاست کے گزشتہ سو سال کے سرکاری کاغذات کی پڑتال کے بعد اپنا یہ قطعی یقین ظاہر کیا کہ پنڈت دیانند سرتی صاحب کے بیا کی نسبت جو کچھ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس قسم کا کوئی اور شخص نہیں گزشتہ صدی کے اندر ریاست میں کسی ایسے عہدہ پر تعین نہیں ہوا۔ اور نہ ہی ریاست سوری میں کوئی اور شخص ایسی لڑکی کا خاوند کا مالک ہو اسے!! اس لئے مرحوم پنڈت دیانند سرتی صاحب کی سوانح عمریاں لکھنے والے صاحبان کی خدمت میں دلی عرض کے ساتھ سیری درخواست ہے کہ وہ سمجھ واقعات کی بنا پر اپنے



بیانات کی صداقت و ثابت کرنا اور اس پر  
سوال پر بھی روشنی ڈالیں۔  
مقام احمد آباد - (انجمن) آپ کا مضمون  
۱۶۔ انجمن احمد آباد

اس تحریر میں کچھ جگہ پر غلطی ہوئی ہے۔  
دو ماہ سے زیادہ عرصہ اس خط کو منتظر رہنے  
پڑا ہے۔ اس عرصہ میں نہ صرف یہ کہ نیک  
و پختہ صاحب کے مورخوں میں سے کسی نے  
غلطی ملاحظہ کر لی تھی نہ ہی کسی نے  
اس کے دونوں مضمونوں کے لیے اخبارات یعنی  
آریہ پتر کا اور آریہ پتر کے لیے تسلیم کیا ہے کہ  
واقعی اسے ملک میں کسی مصلح کے بانی کی ولایت  
اور مقام پیدائش کا کوئی حقیقی سراغ نہیں ملا۔  
اسی حالت میں مذکور بالا سوانح نگاروں نے  
والے صاحبان کا کچھ واقعات کی بجائے تاریخ  
کے نام سے فرضی کہانیاں لکھ کر انہیں تاریخ  
کو کچھ واقعات پر مبنی بیان کے مرتبہ کر لیا  
تا کہ اس طرح یہ سوانح نگاروں کو اس نامک  
حرکت سے اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے  
اور جس افسوس کے ساتھ یہ لکھا جاتا ہے کہ  
اس سوانح نگاروں میں صرف ایک ایسی مثال  
بارے میں غلط بیانات منتظر نہیں کئے گئے  
بلکہ ساری ذاتی تحقیقات ہمیں یہ بتاتی ہے  
کہ اس قسم کی غلط بیانی کی اور بھی کتنی ہیں  
ان سوانح نگاروں کے اندر جو جو ہیں  
ہیں اور یہی زیادہ افسوس اور دکھ دیتا ہے  
جیکہ ہم معلوم کر لیں کہ اگر یہ سوانح نگاروں  
کے ساتھ ساتھ جو سوانح نگاروں صاحب نے  
تاریخ کے نام سے ایسی غلط بیانیوں کی  
بنیاد بھی اپنے ہی ہاتھ سے ڈالی ہے اور  
اون کے پیروں میں صرف اون کی مثال کی پیروی  
کی جا رہی ہے۔ لیکن کیا یہ غلط پیروی  
بیسوڑہ ہونے کے سوا کچھ نہایت افسوس  
ناک نہیں ہے؟ کیا انہی کی عزت کرنا ہے؟  
فرضی باب لکھ دینا اور اس کی عزت کرنا ہے؟  
سارے خیال میں تو اس سے بڑھ کر یہ  
لوگ اپنے سوانح نگاروں کی کوئی شک نہیں کر سکتے  
تھے کہ کسی غیر مقام کے فرضی شخص کو اون کا  
باب قرار دیں! لیکن انسانی ہے جاننا  
کے طرق میں اگر اور سچائی اور مصداق کا  
کوئی پیار نہ رکھ کر انسانوں نے کیا کچھ بدکاری  
نہیں کی؟

## جدید ایسا دین تحقیقات

انگریزوں نے انکا کہ اس سال میں کچھ نیا  
انگریزوں نے کچھ نیا اور سب سے بڑا  
صرف ان کے کہ ان کے کہ ان کے کہ ان کے کہ  
پیشگوئی کا لفظ پھر انگریزوں نے اپنے  
برائے خود جنت اللہ میں ان کا لفظ  
کے بیان ان کا بیان ہے۔ اور جو ہے  
سید و مولیٰ آقا و مقدس روح و علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کی صداقت کی ضرورت کو اپنے  
ایک اعلیٰ سے ایک نام ہو ہے ایک اور ایک  
سے سند کی شکل پرین صاف نظر آتی ہے اگر  
سند کا ہی کچھ ہو تو ان کا نام نہ ان کا نام نہ  
تھی ایسا دین ہی خیر اور ہم ثابت ہو کہ سند  
سند میں دو ہے جس میں ایک کوئی نہیں جانتا کہ وہ  
کہان میں اب وہ سب دیکھتے ہیں اور سب دیکھتے  
جو اور یہی دعویٰ اور ان میں دو ہی معلوم ہو سکتی  
اور اس کا نام وہ ہے کہ ان کا لفظ ان کا لفظ  
کی پیشگوئی پر ان کے کہ ان کے کہ ان کے کہ  
قرآن کریم کی صداقت کا کچھ نہیں ہے۔ اس کو  
اور ان کے کہ ان کے کہ ان کے کہ ان کے کہ  
پیریں آسانی آتی ہیں۔

اساتذہ کرام! ان کے کہ ان کے کہ ان کے کہ  
کے طرق میں وہ سب دیکھتے ہیں اور سب دیکھتے  
برائے خود جنت اللہ میں ان کا لفظ  
کے بیان ان کا بیان ہے۔ اور جو ہے  
سید و مولیٰ آقا و مقدس روح و علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کی صداقت کی ضرورت کو اپنے  
ایک اعلیٰ سے ایک نام ہو ہے ایک اور ایک  
سے سند کی شکل پرین صاف نظر آتی ہے اگر  
سند کا ہی کچھ ہو تو ان کا نام نہ ان کا نام نہ  
تھی ایسا دین ہی خیر اور ہم ثابت ہو کہ سند  
سند میں دو ہے جس میں ایک کوئی نہیں جانتا کہ وہ  
کہان میں اب وہ سب دیکھتے ہیں اور سب دیکھتے  
جو اور یہی دعویٰ اور ان میں دو ہی معلوم ہو سکتی  
اور اس کا نام وہ ہے کہ ان کا لفظ ان کا لفظ  
کی پیشگوئی پر ان کے کہ ان کے کہ ان کے کہ  
قرآن کریم کی صداقت کا کچھ نہیں ہے۔ اس کو  
اور ان کے کہ ان کے کہ ان کے کہ ان کے کہ  
پیریں آسانی آتی ہیں۔

## اسلامی دنیا

ہر وقت میں جہان جہان بریں کی آبادی ان میں  
انہی میں ہی تعلیم اور فطرت اختیار کرتے ہیں  
وہاں اسے اور جو کہ جو کہ جو کہ جو کہ جو کہ  
اسلام اور حکام مذہبی کے تحت باشندے ہیں  
ان کے مقابلہ میں صلی یافتہ و کلی حاکم کر کے  
نزع و فساد کا چھانہ گرم کیا جاتا ہے کہ مسلمان  
کر و رہن اور پیرانہیں ہر اسیالی بنا و جاوے۔  
جرمنی کا باوجود وہ ملے آد اور ویلینٹ کوئی  
انہی میں کہ انہی میں ہی قابل شرم امر ہے جو کہ  
مقام ہے کہ جرمنی اس مذہب کو کچھ نہیں کرنا  
جانتا ہے جس میں ایک کمال پر نہیں کرنا اور سب  
دیکھتے ہیں کہ اسے اور اسے اسے اسے اسے  
بڑے بڑے کو پیش کر کے کوئی نہیں جانتا  
ہے ایک ہی مذہب سلطنت کی اس پوری  
جستہ اخبار پر بند دیکھ کر کیا کہ وہ ہوا ہے  
اسے مسلمانان ہندو کیا اب ہی تم سب  
شکر جانتے ہو کہ کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اس سلطنت  
کے تحت رکھا ہے جو باوجود عیسائی ہو کر  
نہیں تمہارے مذہبی فریض میں پوری آزادی  
عطا کرتی ہے اور کوئی مجبوریت کے قبول  
کرتے ہیں نہیں کیا جاتا ہے۔ یہ وہی وہی وہی  
انگریزوں کی آبادی پر مسلمانوں کا بعض ہونا  
نہیں اس میں نہیں ہے نہ کوئی غرضت ان کا  
ہی کو ان کے کہ ان کے کہ ان کے کہ ان کے کہ  
قدیم کر سکتے ہیں اور تیری و عید کی راہ میں روک  
کچھ نہ رہے ہیں۔

ہر وقت میں جہان جہان بریں کی آبادی ان میں  
انہی میں ہی تعلیم اور فطرت اختیار کرتے ہیں  
وہاں اسے اور جو کہ جو کہ جو کہ جو کہ جو کہ  
اسلام اور حکام مذہبی کے تحت باشندے ہیں  
ان کے مقابلہ میں صلی یافتہ و کلی حاکم کر کے  
نزع و فساد کا چھانہ گرم کیا جاتا ہے کہ مسلمان  
کر و رہن اور پیرانہیں ہر اسیالی بنا و جاوے۔  
جرمنی کا باوجود وہ ملے آد اور ویلینٹ کوئی  
انہی میں کہ انہی میں ہی قابل شرم امر ہے جو کہ  
مقام ہے کہ جرمنی اس مذہب کو کچھ نہیں کرنا  
جانتا ہے جس میں ایک کمال پر نہیں کرنا  
دیکھتے ہیں کہ اسے اور اسے اسے اسے اسے  
بڑے بڑے کو پیش کر کے کوئی نہیں جانتا  
ہے ایک ہی مذہب سلطنت کی اس پوری  
جستہ اخبار پر بند دیکھ کر کیا کہ وہ ہوا ہے  
اسے مسلمانان ہندو کیا اب ہی تم سب  
شکر جانتے ہو کہ کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اس سلطنت  
کے تحت رکھا ہے جو باوجود عیسائی ہو کر  
نہیں تمہارے مذہبی فریض میں پوری آزادی  
عطا کرتی ہے اور کوئی مجبوریت کے قبول  
کرتے ہیں نہیں کیا جاتا ہے۔ یہ وہی وہی وہی  
انگریزوں کی آبادی پر مسلمانوں کا بعض ہونا  
نہیں اس میں نہیں ہے نہ کوئی غرضت ان کا  
ہی کو ان کے کہ ان کے کہ ان کے کہ ان کے کہ  
قدیم کر سکتے ہیں اور تیری و عید کی راہ میں روک  
کچھ نہ رہے ہیں۔

انہی میں جہان جہان بریں کی آبادی ان میں  
انہی میں ہی تعلیم اور فطرت اختیار کرتے ہیں  
وہاں اسے اور جو کہ جو کہ جو کہ جو کہ جو کہ  
اسلام اور حکام مذہبی کے تحت باشندے ہیں  
ان کے مقابلہ میں صلی یافتہ و کلی حاکم کر کے  
نزع و فساد کا چھانہ گرم کیا جاتا ہے کہ مسلمان  
کر و رہن اور پیرانہیں ہر اسیالی بنا و جاوے۔  
جرمنی کا باوجود وہ ملے آد اور ویلینٹ کوئی  
انہی میں کہ انہی میں ہی قابل شرم امر ہے جو کہ  
مقام ہے کہ جرمنی اس مذہب کو کچھ نہیں کرنا  
جانتا ہے جس میں ایک کمال پر نہیں کرنا  
دیکھتے ہیں کہ اسے اور اسے اسے اسے اسے  
بڑے بڑے کو پیش کر کے کوئی نہیں جانتا  
ہے ایک ہی مذہب سلطنت کی اس پوری  
جستہ اخبار پر بند دیکھ کر کیا کہ وہ ہوا ہے  
اسے مسلمانان ہندو کیا اب ہی تم سب  
شکر جانتے ہو کہ کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اس سلطنت  
کے تحت رکھا ہے جو باوجود عیسائی ہو کر  
نہیں تمہارے مذہبی فریض میں پوری آزادی  
عطا کرتی ہے اور کوئی مجبوریت کے قبول  
کرتے ہیں نہیں کیا جاتا ہے۔ یہ وہی وہی وہی  
انگریزوں کی آبادی پر مسلمانوں کا بعض ہونا  
نہیں اس میں نہیں ہے نہ کوئی غرضت ان کا  
ہی کو ان کے کہ ان کے کہ ان کے کہ ان کے کہ  
قدیم کر سکتے ہیں اور تیری و عید کی راہ میں روک  
کچھ نہ رہے ہیں۔

حضرت حکیم الامت کے سنے و آئین  
شیخ عبدالحی صاحب عربیہ ایک کتاب  
سی۔ سلاسل الفضائل۔ رسول کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کے فضائل میں لکھی ہے۔ جو  
کتاب ہے۔ اس کی قیمت نصف روپے ہے۔  
مترجم کی کچھ کچھ شیخ صاحب بیت مقدس  
ہو گئے ہیں اس کے اب وہ اس کتاب کو  
اصل قیمت پر ہی معرفت فروخت کرنا  
چاہتے ہیں۔ اس کتاب کی ۱۰۰ روپے  
میں ہر ایک شہر میں ہر ایک کتاب خانہ  
اس کی اصل قیمت پر فروخت کریں تو پتہ ہوگا کہ کچھ  
سائنس و شہر کی ہے اور سب کو ایک کتاب  
کچھ فروخت کرنا چاہتے ہیں اور انہی میں  
والسلام۔ نور الدین۔











